سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت اولو العزم صاحبزادہ صاحب میرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا۔




# الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمی دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر


ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی ! | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی !

جلد (۱۹) — مورخہ ۷ فروری ۱۹۱۵ عیسوی — نمبر (۵)


## مختصر نوٹ

### جماعت کی ایمانی قوت

الحمد للہ جماعت اپنے ایمان میں دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ سالانہ جلسہ کے اجتماع پر قوم نے جس جرأت اور دلیری کے ساتھ منکرین خلافت کو احمدی انجمن سے خارج قرار دیا وہ ایک قابل دید نظارہ تھا۔ خواجہ نے اپنے اسباب اختلاف کے ذریعہ جو زہر پھیلانا چاہا تھا۔ قوم نے جس نفرت کا سلوک اس سے کیا ہے اس کا اندازہ منکرین کو ہو گیا ہوگا۔ الحکم میں اس لیکچر پر تنقیدی ریمارکس کا سلسلہ شایع ہونے کی دیر تھی کہ ہر طرف سے نفرت کے خطوط میرے [?] نمونہ تھوڑے دنوں جاری رکھا گیا تھا۔ اور اب خواجہ کے متعلق اظہار نفرت ہو رہا ہے خدا کا شکر ہے کہ جس آواز کو غیر ذمہ وار آواز کہا جاتا ہے وہ ساختہ و برخود غلط ذمہ داروں کی آواز پر غالب آ رہی ہے اسلئے کہ اس میں صداقت اور حق ہے بجائے اس کے کہ فرداً فرداً لوگ اظہار نفرت کے خطوط بھیجیں شاید یہ بہتر ہوگا کہ باقاعدہ انجمنوں کے اجلاس کر کے اس بیتل نک کا ووٹ پاس کیا جاوے اور ان کے رسالوں تحریروں اور تمام تحریکوں کا احمدی جماعت میں بائیکاٹ کر دیا جاوے۔

### ہدیہ حامدیہ محبان احمدؑ

حضرت میر حامد شاہ صاحب کی وہ نظم جسکا الحکم میں متواتر اعلان ہو چکا ہے شایع ہو گئی ہے۔ گذشتہ سالانہ جلسہ پر شاہ صاحب نے اس نظم کے متعلق اپنی رؤیا سنائی تھی۔ حضرت مسیح موعود نے رؤیا کے ذریعہ اس نظم کو پسند فرمایا اور اعلیٰ حضرت نے رؤیا ہی میں ایڈیٹر الحکم کو اس کے چھاپ دینے اور سات روپیہ قیمت مقرر کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس رؤیا کو پورا کرنے کیلئے میں نے اس نظم کو چھاپ دیا ہے یہ ہدیہ ان لوگوں کے لئے نہیں جو کاغذ اور سیاہی کا حساب کرنا چاہتے ہوں۔ بلکہ محبان حضرت احمد علیہ السلام کے لئے ہے۔ اس نظم کی اشاعت الحکم کی اعانت کا ایک ذریعہ ہو سکتی ہے اگر احباب اسے خریدیں۔ میں ان مخلص بزرگوں کا شکرگذار ہوں جنہوں نے اس وقت تک اسکی خریداری فرمائی ہے دفتر الحکم سے ملیگی۔

### القول الفصل

حضرت اولو العزم صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین صاحب فضل عمر خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے خواجہ صاحب کے اسباب اختلاف کا جواب شایع فرمایا ہے اسکا نام القول الفصل تجویز کیا ہے یہ رسالہ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں ایک دن میں لکھا گیا اور ایک ہی ہفتہ کے اندر تمام و کمال چھپکر شایع ہو گیا یہ تائید اور نصرت ان لوگوں کو نظر نہیں آ سکتی جو حق پوشی کر کے اپنی بصیرت کھو بیٹھے ہیں۔ قادیان کے رہنے والوں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کس طرح پر تائید فرمائی اور اسباب اشاعت کو مہیا کر دیا۔ جو غلط فہمیاں عقاید کے متعلق پھیلانے کی کوشش کیگئی تھی وہ تو اس تحریر کے بعد انشاء اللہ دور ہو جائینگی۔ لیکن حضرت صاحبزادہ یا کسی اور شخص کے بس میں یہ بات نہیں ہے کہ منکرین کو جل بد غلط بیانی اور سخن ازینوں سے روک سکے چنانچہ حال ہی میں گورنمنٹ سے خلیفۃ المسلمین منوانے جائینگی جو گپ تراشی

فرمایا کرتے ہیں جس حصے میں اختلاف ہے وہ جبر گرمیں اتفاق ہے اس میں تو کلام کرو۔ اب لاؤ کوئی نظیر کلام کرنے کی۔ اور میں کوئی ایسا ثبوت جس سے ظاہر ہو کہ تمہارے جنگ مقدس اللہ سے اورکاتی کا درس نہیں۔ میں نے جو حوالے پیغام کے " الفضل کھول کر دیکھ لو کہ آیا صحیح ہیں یا نہیں؟

## پیغام بلڈنگس سے شاہ صاحب ان جنگ میں

خدا نخواستہ میری یہ مراد نہیں کہ سید صاحب سرکاری تلوار کی کا علی ثبوت دینے کیلئے میدان جنگ میں جاتے ہیں کیونکہ ان کو تو اپنوں ہی کا گلا کاٹنے سے فرصت نہیں۔ یہ جنگ انہیں اتنی صدیوں کے انتظار کے بعد ورثہ میں ملی ہے اسے وہ چھوڑ سکتے ہیں۔ سب سے اول انصار اللہ کے خلاف آپ ہی تیر و کمان بلکہ یوں کہنا چاہئے تیغ و تبر سنبھال کر نکلے تھے۔ گو دہلوی سید سے ایک ہی ماہ سے عشق اگیا۔ اب پھر کچھ افاقہ ہوا ہے اور سب سے پہلا وار آپکا اپنی ہی قوم پر ہوا۔

## شاہ صاحب اور ذات

ارشاد ہوتا ہے کہ شیخ پٹھان سید سب کی ایک ہی ذات ہے۔ مگر اس فقرہ سے آپکا مطلب حاصل نہیں ہوا۔ اسلئے آپ ناظرین پیغام پر نظر التفات فرماکر اسے اور کھولتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:۔

ایک سید یا مرزا سے ایک آرائیں کا تقوی زیادہ ہے تو وہ ان سے زیادہ مکرم و معظم ہے۔

سید یا مرزا شاید کوئی نہ سمجھ سکے کہ شاہ صاحب کی اس سے کیا مراد ہے۔ اسلئے آپ بذریعہ نوٹ واضح فرماتے ہیں۔ سید ہوں یا مسیح کے لڑکے۔ جزاکم اللہ کہ حق تلفی پردہ خفا میں رہ گئی۔ خواجہ صاحب کی سیاسی زندگی کے بت سے بے نقاب کرنے کی رسم کا اعلان تو شیخ یعقوب علی نے کر دیا۔ اب دیکھئے دوسرا کارچیز مرزا یعقوب کرتے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ دونوں ایک ہی روحانی باپ کے بیٹے ہیں

## شاہ صاحب کی سیدوں پر نظر الطاف

فرماتے ہیں تمام سید لوٹ کر لیں کہ ایک منی کے قطرے سے جو برکت آگئی اسکو اپنی پاکیزگی اور نجات کا موجب یقین کیا۔ سبحان اللہ کیا تہذیب ہے اور کیا رعایت حقوق۔ پھر اور سنئے " رات دن بیٹھ کے دعوتیں بڑی بڑی خفیہ سازشیں کیں لیکن بادشاہت کا ابھی انعام شہی نصیب ہوا × × × × بلکہ روحانی طور پر بھی یہ محروم کر دیئے گئے" انا للہ پڑھ دیجئے۔

## شاہ صاحب کے کانٹوں میں پھول

ایک اور حقیقت واضح ہوئی کہ پھول بھی پھول ہوتے ہیں ورنہ کانٹے ہی ہوتے ہیں۔ ہم شاہ صاحب کے مشکور ہیں کہ یہ اصل آپ نے مان لیا۔ اب ۹۷ فی صدی اگر پھول ہیں اور ۳ فیصدی کانٹے تو مسیح موعود کا گلہ گیا۔ اگر ۹۰ فیصدی جھاڑیاں ہیں تو پھر سوچو کہ یہ زد کس پر پڑتی ہے

## شاہ صاحب کی پیشگوئی

اے لوگو تم ان کانٹوں کو دیکھ کر ہو کہ نہ کہاؤ۔ یہ آخر کار جزیرہ میں بھسم ہو جائینگے" اس سے پہلے شاہ صاحب کے امیر بھی فرما چکے ہیں کہ تباہ ہو جائینگے مٹ جائینگے۔ مگر کون تباہ ہونگے۔ کون بھسم ہوں گے۔ یہ آئندہ واقعات بتلائینگے

## شاہ صاحب بحیثیت ایک مفسر کے

ناظرین الحکم یہ تو سن چکے ہیں کہ دکھائیں المنکرین نے قل اللہ ثم ذرھم کے معنے کئے ہیں۔ لوگوں کو اللہ منواکر پھر ڈھیلا چھوڑ دو۔ اور پھر پیغام صلح لکھتا ہے کہ یا اھل الکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم کے معنے ہیں۔ آؤ اہل کتاب ملکر کام کریں۔ اب ایک تازہ معنے سنئے جو کسی مفسر کی تفسیر میں نہیں ملینگے کیونکہ یہ اس علم کی بنا پر ہے جو صرف خاص لوگوں کو دیا جاتا ہے لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم کے معنے ہیں۔ اگر کوئی دوسرا گالی نکالے۔ تو اجازت ہے کہ جو مظلوم ہے وہ بھی ویسی ہی گالی دے میں نے ایک دفعہ فرمایا تھا تم ایک کتاب میں پڑھا تھا۔ جسکا مصنف نئی شریعت لانے کا مدعی تھا کہ اگر کوئی شخص رستے میں پیشاب کرے تو ضرور ہے کہ رستے میں بہت سے لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک مقدس و مہذب انسان اسکے منہ میں پیشاب کر دے کیونکہ اس نے ایک بری حرکت کی پس ضرور ہے کہ اسے ویسی ہی سزا دیجائے۔

## شاہ صاحب کی تہذیب

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم کو اللہ تعالے نے گالیاں دینے کے لئے نہیں پیدا کیا" ضرور تھا کہ آپ کچھ نمونہ بھی اپنی تہذیب کا دکھاتے تاکہ لوگ اسکی پیروی کر سکیں۔ ایک کالم میں مندرجہ ذیل الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ فلاں بدمعاش کتنی گالیاں دیتا ہے (۲) فلاں گندہ دہن کیسی گندہ دہنی کرتا ہے

ان دو فقروں میں آپ نے یہ بتایا ہے کہ اپنے مقابل کو بدمعاش اور گندہ دہن کسطرح کہنا چاہئیے۔ آگے چلئے:۔

۳۔ وہ ذلیل اور کمینہ نطفہ سے پیدا ہوئے

۴۔ کمینی سوسائٹی میں تو دو دونا پائی ۵ قسمت کا کام کاشتا ہوتا ہے ۶ گندی بدبودار عادت سے امام وقت کا فیض بھی نہیں پا سکا۔ اس میں آپنے بتایا ہے کہ جب کسی سوال کا جواب نہ آئے تو اس کا نام گالی رکھکر یوں گلفشانی کرنی چاہئیے ۷ خر عیسیٰ اگر بمکہ رود۔ مکتے کی دم کسی نے بارہ سال لکڑی سے باندھی پھر جب کھولی ٹیڑھی ہی تھی"۔ ان دو فقروں کی بیساختہ داد دیتا ہوں۔ قادیان کو مکہ تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں نہ مانو! تو پیغام میں لکھا ہوا دکھادوں اور یہ بھی سچ ہے کہ بعض لوگ ۔۔۔۔۔ مکہ میں جاکر پھر بھی چول بیا ید ہوتے ہیں؟ نہ مانو! تو خواجہ سے پوچھ لو!

۹-۱۰۔ حضرت مسیح موعود نے ایک کتاب قادیان کے آریہ اور ہم لکھی × × × × × × پس یہی ان ہمارے قادیان کے ہنر والے بھائیوں پر آج صادق آتا ہے۔ ان فقرات کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا مامور آیا کچیس تیس برس اپنی زیر تربیت و زیر تعلیم لوگوں کو تیار کرتا رہا۔ آخر وہ سب کو آریہ بنا کر فوت ہو گیا۔

## درثمین کی مرمت

الوصیۃ کی جو مرمت کیگئی ہے وہ بعض اصحاب نے دیکھ لی ہوگی کہ حواشی چڑھا کر اس کا مطلب خبط کر دیا۔ باقی کتب کلیات کے رنگ میں چھاپ کر بتائینگے کہ تین سو سال سے پہلے پہلے کیونکر تحریف کی جا سکتی ہے۔ اب درثمین پر نظر عنایت ہوتی ہے۔ حضرت اقدس کا شعر ہے " آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے "۔ اس میں اصلاح فرماتے ہیں:۔ آخر یہ احمدی تھے پھر کیوں ہوئے درندے! درندے کیونکر ہوئے یہ بھی سن لیں۔ نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں ہی دینا۔ کتوں سا بھونکنا منہ ختم فنا ہی ہے۔ گویا وہ جن لوگوں کیلئے قادیان کے آریہ اور ہم لکھی گئی یعنے مسیح موعود کے اپنے اہل بیت اور اصحاب الصفہ اور مہاجرین اور حضرت خلیفہ اول کا خاندان وہ نبیوں کی ہتک کرتے ہیں اور کتوں کیطرح منہ کھولتے ہیں اور عنقریب فنا ہونگے اور پھر مولوی محمد علی صاحب اپنے ایڈیکانگ سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اور دیگر دس ہزار لوگوں کیساتھ ہاتھیوں پر سوار فاتحانہ قادیان میں داخل ہونگے فانتظروا انی معکم من المنتظرین

## لاہور کے اخباروں میں مقابلہ

یہ سب کو معلوم ہے کہ لاہور کے اخباروں میں سخت مقابلہ ہے اور وہاں کام کرنا کارے دارد۔ مگر سب سے انکا پالا ایک بنئے ایڈیٹر سے پڑا ہے۔ بانکا دیال تو اپنی شان کا شخص ہے اب ایک ایڈیٹر نے اپنے حالات شایع کئے اور اپنی قابلیتوں نمایاں کی ہے (ایک) منٹ میں کپڑے سی سکتا ہوں (۲) دس سیر کا بقچہ کمر سے لگا کر روزانہ پندرہ میل کا مارچ کر سکتا ہوں (۳) کئی کئی دن تک بغیر کچھ کھائے خوب کام کرنیکے قابل ہوں (۴) درختوں کے پتے اور نرم نرم جڑوں کو چبا کر زندہ اور تازہ دم رہ سکتا ہوں (۵) بازار کے تمام دکانداروں کو اپنے توشہ خانہ کا نوکر یقین کرتا ہوں (۶) گھوڑے کی سائیسی کرنیوالے کو بے تکلف دوست بنکر حق دوستی (؟) ادا کرنے پر آمادہ ہوں۔ ہے کوئی ایڈیٹر جو اس مقابلہ میں آئے (راقم دستور۔ غفر اللہ لہ)

# جھوٹی افواہیں کس طرح پھیلائی جاتی ہیں

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی کا ایک اعلان ناظرین نے پڑھا ہوگا جس میں اس جھوٹی افواہ کی تردید کیگئی ہے کہ جو لاہور کی پیغام بلڈنگ سے اس مضمون کی نکلی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ مجھے خلیفۃ المسلمین یا خلیفۃ المسیح منوا دیا جاوے اس بیان پر افسوس اور ان لبوں پر واویلا جنسے یہ افترا نکلا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک اعلان کے ذریعہ اسکی تردید کی۔ مگر عداوت و بغض کا ستیاناس ہو کہ یہ ایک راستباز کی بات پر یقین کرنے سے روکتا ہے۔ اگر منکرین خلافت کے دل میں کچھ بھی خدا کا خوف ہوتا تو انکا فرض تھا کہ طریق تقوی پر قدم رکھتے۔ اور اپنی زبان کو روک لیتے ہاں اسمیں شک نہیں کہ وہ جو صاحب دل اور خدا ترس تھے انہوں نے اس سے سبق لیا اور وہ آستانہ الوہیت پر گرگئے مگر شریر اور متکبر اور بھی اپنی شرارت میں ترقی کرتا ہے۔

میں اپنے دوستوں اور ناظرین الحکم کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ خدا تعالے کے برگزیدوں کی مخالفت انسان کو کس حد تک پہنچا دیتی ہے کہ وہ جھوٹ اور سچ میں تمیز نہیں کر سکتے اور رفتہ رفتہ انکا ضمیر بالکل مس ہو جاتا ہے ورنہ ایک معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ گورنمنٹ نہ کسی کو خلیفۃ المسلمین بنا سکتی ہے اور نہ گورنمنٹ کا بنایا ہوا کوئی خلیفۃ المسلمین آجتک دیکھا گیا ہے پھر کیا حضرت صاحبزادہ صاحب اس قسم کی نامعقول اور دور از قیاس درخواست بھیجنے کی ضرورت سمجھ سکتے تھے؟ ایسا خیال کرنا ان لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جنکے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل نہ ہو پس اگر منکرین خلافت کچھ بھی غور و فکر کرتے تو ان کو اس قسم کی خبر سنتے ہی کہدینا چاہئیے تھا ھذا بہتان عظیم لیکن اگر وہ اس سعادت سے محروم ہو گئے تھے تو حضرت صاحبزادہ صاحب کے اعلان پر ہی شرمندہ ہو کر اپنی غلطی کا اقرار کر لینا پسند کرتے اور اس طرح اپنی دلیری اور اخلاقی جرأت کا ثبوت دیتے مگر ان کی غرض حقگوئی اور حقجوئی نہیں بلکہ حضرت صاحبزادہ صاحب اور آپکی جماعت کو بدنام کرنا ہے۔

تعجب ہے کہ ایک معمولی انسان بھی جب خدا تعالی کے مقدس اور جلیل نام کی قسم کہا کر کوئی بات کہتا ہے تو خدا ترس دل ڈر جاتا ہے مگر یہ ایسے سنگدل اور خدا کے نام کی ذرا بھی عزت نہ کرنیوالے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب خدا تعالے کی قسم کہا کر بھی کچھ بیان کرتے ہیں تو بجائے اسکے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں یہ اور بھی بیباک ہوتے ہیں یہ وہ شخص جو خدا کے نام کی قسم کہا کر کہتا ہے کہ میں نے خدا سے بھی کبھی خواہش نہیں کی کہ مجھے خلیفہ بنا دیا جاوے ظالم ناخدا ترس اسکی نسبت مشہور کرنا چاہتا ہے کہ وہ ایک دنیاوی گورنمنٹ سے ملی اس گورنمنٹ سے جو اپنے آئین فرمانروائی کے موافق اس قسم کے امور میں کچھ بھی دخل نہیں دے سکتی درخواست کرتا ہے کہ مجھے خلیفہ بنا دو۔

آؤ انصاف اور حق کے دشمنو تم کب تک اس آفتاب صداقت کو اپنی متعفن افواہوں سے چھپانا چاہو گے ان ناخدا ترس لوگوں کی غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ

## ہماری وفاداری سرکار کو مخدوش کریں!

سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مذہبی رنگ میں قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں گورنمنٹ کی وفاداری اور فرمان پذیری کا جو جذبہ اپنی جماعت میں پیدا کیا ہے اسکی تہ میں کبھی کسی ذاتی غرض نے کام نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ناخدا ترس لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ سے کسی خطاب کے حصول کیلئے اس قسم کی کوشش کرتے ہیں یہانتک کہ اس مرد خدا کو اپنی قوم سے خوشامدی اور کیا کیا اور کیا کیا سننا پڑا۔ مگر اسکی روح خدا سے بولتی ہے اسلئے اس قسم کی بیہودگیوں نے اسکے قدم کو روکا نہیں وہ آگے ہی بڑھتا گیا۔ اس کو اس قسم کے خطابات اسکی قوم کے ہی لوگوں نے دیئے۔ اور اب حضرت صاحبزادہ صاحب اس پر خطر وقت میں جبکہ ہماری گورنمنٹ عہد اور آئین کی حفاظت اور کمزوروں کی اعانت اور خودداری اور خود حفاظتی کے پاک اصولوں کی بنا پر ایک خطرناک اور دشمن امن قوم سے لڑ رہی ہے۔ اپنی جماعت کو محض خدا کی رضا کیلئے اور سلسلہ کی مسلمہ وفاداری کے جذبہ کی بنا پر اپنی جماعت کو متواتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات اور اپنے پیش رو کی نصائح پر عمل کی تحریک کی تو ہمارے سلسلہ کے دشمنوں کو یہ بات بنانے کا اچھا موقعہ ہاتھ آگیا۔ کہ اس وفاداری کے جذبہ کو مشکوک کریں۔ اور جھوٹی اور فرضی افواہوں سے یہ بتانا چاہا ہے کہ گویا

**سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیشوا ذاتی اغراض پر وفاداری کا اعلان کرتا ہے۔**

اس کی تہ میں بجز اسکے اور کچھ نہیں۔ اسلئے گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس قسم کی افواہیں پھیلانے والوں کے متعلق اپنے وسایل تحقیقات سے کام لے کر صحیح نتائج کو پبلک میں لائے۔ اسی طرح جھوٹی افواہیں ملک میں پھیل جاتی ہیں۔ جبکہ بظاہر معتبر اور موٹا تازہ شکل کے لوگ ایک بات کریں تو بیچارے کم علم اور ناواقف لوگ اس پر یقین کرنے کیلئے مجبور ہوتے ہیں اسلئے میرا یہ کہنا واقعات کے خلاف نہیں کہ عوام ملک میں ہرگز ہرگز جھوٹی افواہوں کے پھیلانے کے ذمہ دار نہیں ہوتے۔ بلکہ عوام تک یہ روائتیں اکثر اوقات ان لوگوں کے ذریعہ پہنچتی ہیں۔ جو کسی قسم کی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے متعلق یہ بے بنیاد افواہ سید محمد حسین شاہ صاحب بعض لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔

اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے اعلان تردید کے بعد بھی اسپر زور دیتے ہیں تو لوگ حقیقت سے آشنا نہیں وہ اس سے دہوکہ کہا سکتے ہیں وہ نہ سلسلہ کی خیر خواہی سرکار کو خود غرضی کی بنا پر قرار دینگے بلکہ دوسروں کی وفاداری کے اظہار کو بھی اغراض ذاتیہ پر مبنی سمجھیں گے۔ اور اس اس طرح ملک اور اہل ملک کے صحیح اور پاک جذبات کی توہین کا ارتکاب ہوگا۔

افواہیں ہی اسطرح پر نہیں پھیلائی جاتیں بلکہ گورنمنٹ کے حکام کی کمزوری کا بھی اعلان اس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ایک طرف تو یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ سرکاری خبر نکل نہیں سکتی۔ دوسرے پرائیویٹ طور پر جب لوگ ان سے پوچھتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر معلوم ہو گئی ہے بلکہ ہم نے کاغذات کو دیکھا ہے اس قسم کے متضاد بیانات سے خدا کی مخلوق کو گمراہ کیا جاتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ گورنمنٹ اس خصوص میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو بہتر سمجھتی ہے اور وہ اس قسم کی جھوٹی اور بے بنیاد افواہوں کے متعلق صحیح تحقیقات خود کریگی۔ لیکن میں ان لوگوں کو جو حق اور صداقت سے پیار کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ دنیا میں صداقت کا اظہار ہو یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ منکرین خلافت کے اماموں سے اس بے بنیاد جھوٹ کا ثبوت مانگیں۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے کوئی درخواست اس مضمون کی کہ گورنمنٹ خلیفۃ المسلمین یا خلیفۃ المسیح منوائے گورنمنٹ میں روانہ نہیں کی اور ہرگز نہیں کی۔ اور جن لوگوں نے آپ کے خلاف جھوٹی اور بے بنیاد بات کا اعلان کیا۔ ان کے اگلے پچھلے بھی اکٹھے ہوں تو اسکا ثبوت نہیں دے سکتے۔

میں اپنے معاصرین کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں قلم اٹھائیں۔ وہ جھوٹی اور بے بنیاد افواہوں کے سد باب کی پاک کوششیں کرینگے۔ وہ متحد آواز اٹھائیں کہ اس قسم کے معاملہ کا پبلک ثبوت ہونا چاہیئے۔"

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات

یقین لاؤ کہ تمہارا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اسکا بیٹا وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونیکے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونیکے دور ہے اور باوجود ایک ہونیکے اسکی تجلیات الگ الگ ہیں انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اسکے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلی کیساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کیطرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کیوقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کیساتھ ظاہر ہوتی ہے خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کیساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اسکی جماعت میں لکھے جاؤ رحمت کے نشان دکھلانا خدا کی عادت ہے مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو۔ کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی۔

اور تمہاری خواہشیں اسکی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کروگے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اسکی رضا کا طالب ہو جائے اور اسکی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکھکر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے **اور اسکی توحید زمین پر پھیلانیکے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو** اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں **مگر وہ اندر سے بھیڑئے ہیں** اور اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اسکی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے۔ جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ **بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے انکی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو۔ نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو** اور تقوی اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولی کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اسی کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے چاہیئے کہ ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کیطرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اسکی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کیساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اسکی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دیگی۔ اور تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں دھوکا دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جسکے بعد وہ تمہیں زندہ کریگا **تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو** کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائیگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کیطرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا کیا ہی بد قسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اسکا مجھ میں حصہ نہیں خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو۔ کہ وہ قدوس اور غیور ہے بدکار اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر ایک جو اس کے نام کیلئے غیرتمند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں **اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں** وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے وہ جو اسکے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائیگا وہ جو اسکے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا وہ جو اسکے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملیگا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو تم سچ مچ اسکے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جن میں سے ایک طاعون بھی ہے سو تم صدق کیساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے۔ کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو۔ اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا۔ **جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔** خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اسکے مقابل پر اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہیئے تھا اور اس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کیساتھ بھیجا ہے **جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔** ازانجملہ ایک طاعون بھی نشان ہے پس جو شخص مجھ سے بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے تو ان آفتوں کے دنوں میں **میری روح اسکی شفاعت کرے گی سو اے وے تمام لوگو!** جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤگے جب سچ مچ تقوی کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا تعالے کیلئے صدق کیساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوۃ کے لائق ہے وہ زکوۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقوی سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقوی ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو۔ جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان بھی ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کروگے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے اگر تمہاری زمینی عزت جاتی رہی تو خدا تمہیں آسمان پر ایک لازوال عزت دیگا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو۔

کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اسکی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر بھی فرشتے تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل نیک کھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائیگا۔ وہ ایک گندی چیز کیطرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائیگا اور حسرت سے مریگا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکیگا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے وہ اسکے پاس آجاتا ہے جو اس کو عزت دیتا ہے وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اسکی طرف آجاؤ۔ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا۔ عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے اور کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائینگے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہری کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کریگا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کے مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص بدرفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں انکی بات کو نہیں مانتا اور انکی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اسکے اقارب سے نرمی اور احسان کیساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنے ادنے خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اس عہد کو جو اس نے بیعت کے وقت کیا تھا۔ کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کیلئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پسندیدہ اور مقبول نظم

حضرت میر حامد شاہ صاحب قبلہ کی ایک نہایت ہی عجیب اور قابل قدر نظم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رویا میں پسند فرمائی اور جسکی طبع اور اشاعت کا حکم بھی رویا میں جو حضرت میر حامد شاہ صاحب نے دیکھی خاکسار ایڈیٹر الحکم کو ملا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رویا ہی میں اسکی قیمت سات روپیہ مقرر فرمائی اس رویا کی بنا پر یہ نظم چھاپی گئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص خدام سات روپیہ دیکر ہی یہ شعر پڑھیں گے

جامے چند دادم جاں خریدم!
بحمد للہ عجب ارزاں خریدم!

چونکہ یہ نظم صرف تعمیل رویا میں شایع کی جاتی ہے۔ اسلئے اسکی قیمت حضرت ہی کی مقرر کردہ رہیگی۔

(خاکسار ایڈیٹر الحکم یعقوب علی تراب احمدی قادیان)

# حضرت خلیفۃ المسیح اول کی دوسری تقریر

(جو ۲۸ دسمبر ۱۹۱۳ء کو مسجد نور میں بعد نماز ظہر فرمائی تھی اور اب تک شایع نہیں ہوئی تھی۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے غیر مطبوع مضامین شایع کر دیئے جائینگے (ایڈیٹر)

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قد افلح المؤمنون۔ الذین ھم فی صلوٰتھم خٰشعون۔ والذین ھم عن اللغو معرضون۔ والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون۔ والذین ھم لفروجھم حافظون۔ الا علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین۔ فمن ابتغیٰ وراء ذٰلک فاولٰئک ھم العٰدون۔ والذین ھم لامٰنٰتھم وعھدھم راعون۔ والذین ھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون۔ اولٰئک ھم الوارثون۔ الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خٰلدون۔ ولقد خلقنا الانسان من سلٰلۃ من طین۔ ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین۔ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظٰما فکسونا العظٰم لحما ثم انشانٰہ خلقا اٰخر فتبارک اللہ احسن الخٰلقین۔ ثم انکم بعد ذٰلک لمیتون۔ ثم انکم یوم القیٰمۃ تبعثون۔ ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق وما کنا عن الخلق غٰفلین۔ وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنٰہ فی الارض وانا علیٰ ذھاب بہ لقٰدرون۔ فانشانا لکم بہ جنٰت من نخیل واعناب لکم فیھا فواکہ کثیرۃ ومنھا تاکلون۔ وشجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدھن وصبغ للاٰکلین۔ وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونھا ولکم فیھا منافع کثیرۃ ومنھا تاکلون۔ وعلیھا وعلی الفلک تحملون۔

**سلسلہ کلام** کل میں نے تم کو ایک بات بتائی تھی اور وہ بات تھی ایمان کے متعلق۔ اور ایمان کے اصول بتائے تھے انہیں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء۔ صفات اور افعال پر ایمان لانا۔ اور ان میں کسی دوسرے کو شریک نہ سمجھنا اور نہ اسکی عبادات و تعظیم میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا۔ پھر صفات الٰہیہ کے مظاہر اول ملائکہ پر ایمان لانا۔ اور انکی پاک تحریکوں پر عمل کرنے کی کوشش کرنا کیونکہ ان تحریکوں پر عمل کرنے سے ملائکہ کا تعلق بڑھتا ہے اور وہ نیکیوں کی اور تحریک کرتے ہیں۔ پھر بتایا تھا کہ قرآن کریم حبل اللہ ہے اس کو

پھر نبیوں پر ایمان لانا پھر جزا و سزا کے مسئلہ پر ایمان لانا اور قیامت

سب ملکر ایک وحدۃ کے نیچے مضبوط پکڑے رہنا اور یہ دو طرح پر ہوتا ہے اول قرآن کریم کی تعلیم ہدایت کی فرمانبرداری اور عملی زندگی دوسرے قرآن کریم کے خلاف کوشش کرنیوالوں کے حملوں کا دفعیہ۔ پھر قرآن مجید کے سمجھنے کے اصول بتائے تھے ان اصولوں کے سمجھنے سے ہی عملی زندگی اور قرآن کریم کے دشمنوں کے حملوں کے جواب کی توفیق ملتی ہے اور پھر جب انسان قرآن کریم کو سمجھتا ہے تو مومن بنتا ہے اب اس مومن کو یہاں خطاب ہے۔ ایسے ہی مومن کو خطاب کرتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ پھر کامیابی اور مظفر و منصور ہونے کا دستور العمل کیا ہے؟ کل میرا مضمون نصف رہ گیا تھا۔ آج اس ایمان کے برگ و بار۔ ثمرات یا یوں کہو کہ لوازمات و تکمیل کا ذکر کرتا ہوں۔ اس رکوع میں اسی کو مدنظر رکھا گیا ہے مومن بننے کے کل اصول بتائے تھے آج بتایا قد افلح المومنون۔

## ایمان کامیابی کی کلید ہے

مومن کی فطرت میں ہے کہ وہ کامیاب ہو جاوے۔ کامل مومن کبھی اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ پس اگر تم مومن ہو تو تمہاری بھی کچھ خواہشیں ہونگی ان خواہشوں کا خلاصہ ہوگا کہ تم اپنے مقاصد میں مظفر و منصور ہو جاؤ اور فتحمند بنجاؤ۔ تمام کامیابیوں کا گر یہاں بتایا ہے۔ فتحمند بننے کیلئے لوگوں نے مختلف تدبیریں سوچی ہیں۔ مگر فتحمندی کا تاج سر پر پہننے کیلئے جو اصل قرآن کریم نے بتایا ہے وہ یقینی اور ناقابل خطا ہے بعض تو اپنی جگہ منصوبے بناتے رہتے ہیں اور شیخ چلی کے سے منصوبے سوچتے رہتے ہیں ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ بازار میں سر اور انگلیوں کو ہلاتا چلا جاتا ہے مجھے پہلے خبر نہ تھی میں نے سمجھا کہ مصیبت میں مبتلا ہے اس سے نکلنا چاہتا ہے مگر معلوم ہوا کہ خیالی پلاؤ پکا رہا ہے۔ ہمارے ملک میں شیخ چلی کی ایک کہانی مشہور ہے کہ وہ کسی شخص کے مزدور ہوئے اور سر پر ایک ٹوکرا اٹھایا ہوا تھا۔ راستہ میں اس مزدوری کے پیسوں پر ایک خیالی سلسلہ جو مشہور ہے اور سب جانتے ہیں اسنے شروع کیا اور ایک موقعہ پر اسی سلسلہ میں وہ ٹوکرا گر گیا۔ اور مالک کا نقصان ہو گیا اسنے ڈانٹا تو کہا کہ تم اس اسباب کے نقصان کو روتے ہو میرا سارا کنبہ ہی تباہ ہو گیا۔ ایسے لوگوں کا انجام اسی قسم کا ہوتا ہے۔ یہ خیالی تدبیریں اور منصوبے کامیابی کی منزل پر نہیں پہنچاتے ہیں کامیابی مومن کا حصہ ہے۔ جو لوگ محض بڑے بڑے خیالات اٹھاتے رہتے ہیں وہ کامیابی کا منہ نہیں دیکھتے بلکہ میرے دوستو! تم

**اٹکل بازیوں اور منصوبوں کو چھوڑ دو**

کامیابی کا گر وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کیونکہ دنیا کے اسباب اور کامیابیوں کا آپ ہی خالق ہے اسلئے اسی پر بھروسہ کرو۔

## کامیابی کا پہلا گر

قد افلح میں بتایا کہ ہم کامیابی کی تدبیر بتلاتے ہیں ایسی تدبیر جو قطعی اور یقینی ہے اور وہ یہ ہے الذین ھم فی صلوتھم خشعون۔ پہلی تدبیر یہ ہے کہ نمازوں میں خشوع کرو۔ نمازوں میں خشوع کیا ہوتا ہے؟ یہ ایک حالت ہے جب انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوتا ہے اسکی مثال اور حقیقت اس طرح پر بیان کی ہے وتری الارض ھامدۃ فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت وانبتت من کل زوج بھیج (سورہ حج) زمین جب ویران ہوتی ہے نہ اس پر پودے لگتے ہیں نہ پھل پھول ہوتے ہیں اس میں کوئی دلربائی نہیں ہوتی نہ سبزہ لہلہاتا ہے نہ پرند چہچہاتے ہیں۔ پس جب تم نماز پڑھو تو اپنے آپ کو ایسا ہی سمجھو جب تم اپنی حالت اس طرز کی بناؤ گے تو پھر جیسے اجڑی ہوئی زمین پر رحمت کی بارش ہو کر اسے سبزہ زار بنا دیتی ہے اور اس میں پڑے ہوئے بیجوں کو نشوونما بخشتی ہے اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کا فضل تمہاری ان مخفی قوتوں کو ایک نشوونما عطا کریگا اور برکات کے ثمرات پیدا ہونگے۔ پس پہلی تدبیر یہ ہے کہ تم فرمانبردار ہو کر نمازوں میں خشوع پیدا کرو اسوہ دعا ہے لوگ نماز کا ڈھانچہ تو بنا لیتے ہیں مگر اس ڈھانچے کے اندر حقیقت کی روح خشوع سے پیدا ہوگی۔ اور خشوع کا پیدا کرنا عجائبات سے ہے اسکا ایک قاعدہ ہے اور اس کو اسی رکوع میں اسی آیت کے بالمقابل رکھکر بتایا ہے لقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین

## روحانی اور جسمانی پیدائش

اس روحانی پیدائش کے مقابل میں اس کا ایک مثیل جسمانی پیدائش کے رنگ میں دکھایا ہے ان عناصر میں نہ حسن ہے نہ دلربائی۔ لیکن جب اکٹھے ہوتے ہیں تو اس اتحاد کی برکت سے انہیں ایک خاص صلاحیت پیدا ہو کر وہ غذا بنتے ہیں پھر ان کے ساتھ کئی قسم کے مضرات بھی ہوتے ہیں لیکن جب وہی عناصر غذا کا رنگ اختیار کر کے انسان کے اندر جاتے ہیں پھر ان کا ایک تجزیہ شروع ہوتا ہے اور مضر ذرات یا اجزاء کو الگ کرنے کا ایک بہت بڑا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہیں پیشاب کے ذریعہ زہریں الگ ہو رہی ہیں کہیں پاخانہ کے ذریعہ کبھی پسینہ کے رنگ میں غرض تمام مضر اشیاء اس سے الگ ہو کر ایک مفید حصہ غذا کا خون بنتا ہے پھر وہ مختلف مراحل اور علقوں کے نیچے رہ کر اپنے مضر اشیاء کو الگ کرتا ہوا حیوانات منی (سپرمٹوزا) کی صورت اختیار کرتے ہیں اب اگر اللہ تعالیٰ کے فضل کی بارش نہ ہو تو اس قدر علقوں کے بعد بھی وہ حیوانات منی کی شکل اختیار نہ کریں۔ بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہیں۔ جو چالیس چالیس برس سے شادی کئے ہوئے ہیں اور بلاناغہ جماع کرتے رہے ہیں۔ مگر ایک جونک بھی پیدا نہیں ہوئی۔ اسلئے یاد رکھو کہ جب تک فضل الٰہی کی بارش نہ ہو یہ حیات بھی حاصل نہیں ہوتی جب اس کا فضل ہوتا ہے تو سپرمٹوزا پیدا ہوتے اور کام دیتے ہیں۔ پس اس روحانی پیدائش کیلئے ضروری ہے کہ تمہاری نمازوں میں خشوع ہو جب پانچ دفعہ روزانہ تم خدا کے حضور خشوع کے ساتھ حاضر ہوگے تو ایک نطفہ کی صورت پیدا ہوگی۔ انسانی نطفہ جو ہوتا ہے اسکو بھی ہزاروں بلائیں جفائیں لگی ہوتی ہیں ماں کے ساتھ منی کا پانی اور لزوجت ہوتی ہے ماں کو پھر ایک اور کمال عطا ہوتا ہے۔ نطفہ صراط مستقیم پر چلنے کا عادی ہوتا ہے اس مضمون کو ڈاکٹر لوگ شاید اچھی طرح سمجھ سکیں اور بیان کر سکیں غرض وہ نطفہ صراط مستقیم پر چلنے کا عادی ہوتا ہے لیکن اسکے ساتھ قسم قسم کی بلائیں جفائیں ہوتی ہیں مگر علق ان قسم قسم کی چیزوں کو پھینکدیتی ہے یہ رحم کے باہر ایک میدان ہوتا ہے اسطرح پر نطفہ صراط مستقیم پر چلا جاتا ہے یہانتک کہ وہ رحم کے اندر کسی مقام پر جا کر عورت کے مادہ سے ملجاتا ہے اور ترقی کرتا ہے۔ اسکے ہر خلیے بڑھ کر ۲-۴-۱۶-۳۲-۶۴-۱۲۸- تک ملجاتے ہیں اور وہ لغو فضلوں کو الگ کر کے اسے جائز اور مناسب نشوونما عطا کرتا ہے یہانتک کہ پھر ایک ۲-۳- اور ایک کے چار بھی دیکھے ہیں۔ بچوں کی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔ اب غور کرو عناصر کو انسان کی صورت میں ترقی کرنیکے لئے کسقدر منازل سے گزرنا ہوتا ہے اگر ہر منزل اور مرحلہ پر ان لغویات کو جو اس حالت اور حصہ میں ساتھ ہوتی ہیں وہ الگ نہ کریں تو اس قدر ترقی حاصل نہیں ہوتی اسی طرح پر انسان کا روحانی خلق اور نشوونما ہو نہیں سکتا جب تک وہ لغویات سے نہ بچے۔ ورنہ وہ نطفہ گر جاتا ہے۔ اس کو اس پیدائش کیلئے رحم سے ایک تعلق رکھنا چاہیئے۔ اسلئے مومنین کو بھی فرمایا کہ رحم سے تعلق ہو۔ اور رحم سے تعلق کی مانع چیزوں کو ہٹا دے اور یہی وجہ ہے کہ روحانی تعلیم کیلئے اس کا نام علق رکھا۔ علق تعلق ہی سے نکلا ہے۔

## دوسرا ذریعہ یا گر

اسلئے جیسے نطفہ کو اس سے ترقی کے لئے لغویات سے الگ رہنا ضروری ہے اسی طرح ایک مومن روحانی پیدائش اور نشوونما کیلئے خشوع کی حالت سے گذر کر آئندہ لغویات سے پرہیز کرے چنانچہ فرمایا:۔ والذین ھم عن اللغو معرضون۔ مومن ہرچند نماز بھی پڑھتا ہو۔ لیکن ترقی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اسکی نماز میں خشوع ہو اپنے آپ کو وہ بالکل ایک مردہ زمین تصور کر کے فضل الٰہی کی بارش کا امیدوار ہو۔ تب اس کے اندر خوبیوں کے بیج نشوونما پائینگے اور ان تخموں کے نشوونما کیلئے ضروری ہے کہ مضر اور لغو حصوں سے الگ رہے۔ لغویات کو دور کرنے کا نظارہ بھی عجیب

ہے۔ کسان کس طرح سبز چیزوں کو کھیتوں سے الگ کر دیتے ہیں اسی طرح مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ لغویات کو ترک کرے۔ اسی کا نام روحانی اصطلاح میں ترک مٹی بھی ہے۔ اور نواہی سے بچنا بھی ہے پس کامیابی اور مظفر و منصور ہونے کا دوسرا گر یہ ہے کہ لغویات سے بچکر جناب الہی سے تعلق رکھے۔ یہی تعلق ہے جو جسمانی پیدائش میں خلقنا النطفۃ علقۃ کہلاتا ہے۔ جناب الہی سے ایسا تعلق ہو کہ ہر حالت میں وہ جناب الہی کا سچا فرماں بردار ہو کسی کی دوستی۔ دشمنی۔ غریبی۔ امیری۔ مقدمات۔ غرض کوئی بھی حالت ہو جناب الہی کا فرمانبردار ہو۔ اور ہر قسم کی نافرمانیوں سے بچنے والا ہو۔ ایک جگہ اسکی تصریح بھی فرمائی ہے۔ والصابرین فی الباساء والضراء وحین البأس اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک هم المتقون۔

گویا مومن وہی ہوتے ہیں جو ہر قسم کے دکھوں تکلیفوں اور مقدمات میں اللہ تعالےٰ کو ناراض نہیں کرتے۔ اب تم اپنی عمر کو دیکھو اور غور کرو کہ تمہاری زندگی میں جب اس قسم کی حالتیں تم پر آئیں تم نے کیا کیا؟ اور اب بھی سوچو کہ لپنے لحافوں میں گھستے ہوئے

## ہماری حالت کا نقشہ

جب تک تم جاگتے ہو تم کیا کرتے ہو۔ کیا اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ہو یا منصوبے بازیوں میں وقت گذار دیتے ہو۔ میں تمہیں ایک مثال سناتا ہوں جس سے تم کو معلوم ہوگا کہ عن اللغو معرضون پر کہاں تک عمل ہوتا ہے۔ ایک جگہ میری چارپائی تھی۔ اس سے نیچے ایک مکان میں انگریزی خوان احداث تھے عشاء کی نماز کے بعد میں جب اپنی چارپائی پر لیٹا تو انہیں سے ایک نے بڑی لمبی تقریر کی جب وہ ختم کر چکا تو دوسرے نے کہا اور میری تو سنو! یہ کہکر وہ ایک بکواس کرتا رہا۔ پھر تیسرے نے شروع کر دی۔ میں تنگ آگیا اور اپنی بیوی کو کہا کہ چارپائی یہاں سے دوسری جگہ لے چلو۔ اس نے کہا کہ ابھی تو یہ لوگ گرم ہوئے ہیں۔ خیر میں تو وہاں سے اٹھا اور سو گیا۔ مجھے دوسرے دن رپورٹ پہنچی کہ تین بجے سوئے تھے۔ یہ سب کچھ لغو تھا۔ ایسی باتوں سے اعراض کرنا چاہیئے۔

ایسا ہی ایک شخص کو میں نے کہا کہ ملازمت کرو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اس نے خیالی منصوبے بناتے ہوئے تھے کہنے لگا آپ ملازمت سے کیا ہوتا ہے۔ میں تجارت کرونگا۔ تین برس کے بعد وہ مجھے ملا میں نے اس کو کہا کہ کیا کمایا کہنے لگا ابھی ایک دوست کا پانچ سو روپیہ تباہ کر کے آیا ہوں۔ مگر اب مجھے سمجھ آگئی ہے کہ تجارت اس طرح کرنی چاہیئے۔ میں نے کہا کہ اگر تم ملازمت کرتے تو اس وقت تک دس روپیہ کے حساب سے تم کو تین سو ساٹھ روپیہ تو مل چکے ہوتے۔ اب ایک ہزار کسی اور دوست سے لیکر غرق کرو۔ غرض لوگ صحیح اور دردِ دل سے دیئے ہوئے مشورہ کو تو مانتے نہیں اور اپنی خیالی تجویزوں پر اڑ کے مگر نقصان اٹھاتے ہیں۔ یہ اٹکل بازیاں بھی لغو ہیں اور کامیابی کی راہ میں روک ہیں ان کو چھوڑ دو۔ کیونکہ مومن لغو سے بچتا ہے۔ اسی طرح میں نے ایک دوست کو کہا کہ یہ کام کرو مجھے کہنے لگا کہ اعلےٰ پیمانہ پر تجارت کرونگا۔ میں نے کہا کہ تجارت تو ایک علم ہے تم اس سے ناواقف ہو۔ مگر پرواہ نہ کی۔ تجارت فی الحقیقت ایک علم ہے۔ میں نے عربی میں ایک کتاب پڑھی جو کسی ماہر ایم۔ اے نے لکھی ہے وہ کہتا ہے کہ پانچ برس تک میں ایک کوٹھی میں تجارت کرتا رہا تب سمجھ آئی کہ تجارت کیا چیز ہے؟ یہ ایک بڑا کارخانہ ہے اب میں دنیا کے ہر جگہ سے مال منگوا سکتا ہوں اور میں بھلے مانس اور بدمعاش دیانتدار اور بدمعاملہ تاجروں کو جانتا ہوں۔ پس جب تک اس علم سے انسان واقف نہ ہو تجارت کے اعلےٰ پیمانہ پر کرنے کی تجویزیں اور منصوبے لغویات ہونگے۔

اس لئے تم یاد رکھو کہ کامیابی اور مظفر و منصور ہونیکے لئے دوسرا ذریعہ ہے کہ مومن لغویات سے بچتا رہے ایسا ہی ایک قسم لغو کی یہ بھی ہے کہ جب کوئی بات کہی جاوے تو اس پر بدظنی کرکے عمل نہ کیا۔ اور اپنی ہوا و ہوس کے ماتحت ہو کر ایک بات کرلی۔ اور جب کہا گیا تو ہنسکر کہدیا کہ غلط فہمی ہوگئی۔ اس قسم کی باتوں سے پرہیز کرو۔ جب تک لغویات سے نہیں بچتے ہو کامیابی اور فتحمندی تمہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔

خلاصہ یہ ہوا کہ مومن کی دوسری شان یہ ہے کہ لغویات سے بچے۔ جیسے نطفہ مضر اشیاء سے بچتا ہے۔ مومن نماز میں پڑھتا ہے اور نمازوں میں خشوع سے کام لیتا ہے اور پھر لغویات سے بچتا ہے کیونکہ اگر وہ لغویات سے نہ بچے تو جناب الہی سے تعلق نہیں ہوتا۔

ایک بات اور یاد رکھو دنیا کا ایک عام نظارہ ہے۔ کوئی پھل۔ پتہ۔ درخت۔ مٹی۔ اللہ تعالےٰ نے لغو پیدا نہیں کی۔ ربنا ما خلقت هذا باطلا۔ بلکہ حق و حکمت سے بھر پور ہے۔ جن لوگوں نے حق و حکمت کی اس مخلوق سے کام لیا۔ انہوں نے مادی اور دینی فائدہ اٹھایا۔ یہ مضمون بھی وسیع ہے۔ اور تمام علوم پر حاوی ہے۔ دیکھو ایک قوم نے ان تمام اشیاء کو جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہیں حقایق کے رنگ میں دیکھا۔ اور ان کے خواص و صفات معلوم کر کے کس قدر فواید ان سے حاصل کئے۔ آئے دن کی ایجادات اور مادی ترقیاں اسی کا نتیجہ ہے۔ اور وہ تمام دنیا پر حکومت کر رہی ہے۔ لیکن جنہوں نے اسا دی سمجھکر چھوڑ دیا وہ مفلس اور محکوم ہے۔

پس جہاں تم لغو سے اعراض کرو۔ وہاں حقایق الاشیاء کو ترک نہ کرو۔ اس واسطے جناب الہی کے حضور جب کہا جاتا ہے لغو سے بچو تو اس کی بڑی بڑی شاخیں یہ سمجھی جاتی ہیں۔ خیالات بے جا۔ بیہودہ ارادے۔ دوست بیہودہ کہ جس میں بے ہودہ کتابیں بھی داخل ہیں۔ بیہودہ دوست اسی طور پر دوست بنتے ہیں۔ کہ انسان سمجھتا ہے کہ ان کا وجود ہمارے دین و دنیا کے لئے مفید ہے۔ لیکن دراصل وہ سخت مضا ہوتے ہیں۔ اور وہ دین و دنیا دونوں کو غرق کر دیتے ہیں۔ میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ تم میں ایمان ہو۔ یہ حالت نطفہ سے مشابہ ہے۔ کیونکہ نطفہ تھوڑی سی چیز ہی کو کہتے ہیں۔ پھر جیسے نطفہ رحم سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اسے آئندہ ترقی اور نشو و نما کیلئے ضروری ہے کہ رحم سے تعلق رکھے۔ اسی طرح مومن کو جناب الہی سے تعلق رکھنا چاہیئے۔ اور وہ تعلق نماز سے قایم رہتا ہے۔ اور نماز میں خشوع ہو تو ترقی کے راستہ کھل جاتے ہیں۔ پھر جیسے نطفہ کو اپنے اس تعلق میں (برنگ علقہ) لغویات سے الگ رہنا چاہیئے۔ ورنہ وہ گر جاتا ہے۔ اسی طرح اس مومن کو لغویات سے بچنا ضروری ہے ورنہ وہ اس ترقی سے رہ جاتا ہے۔ جسکی طرف وہ ایمانی حالت کے بعد جا رہا تھا۔

**تیسرا اربعہ کا گُر** نطفہ رحم میں قرار پکڑنے کے بعد علقہ کی صورت اختیار کر چکنے کے بعد ایک وقت تک بڑھتا رہتا ہے اسی طرح انسان روحانی پیدایش میں ترقی کرتے کرتے آگے چلتا ہے مال بھی انسان کیلئے ایک عجیب چیز ہے اور اسکے معاملات عجائبات سے بھرے ہوئے ہیں۔ صرف مال کے متعلق ایک الگ پہلو کی ضرورت ہے جب کسی قوم کے پاس مال آتا ہے تو اسکی حالت بدل جاتی ہے حضرت موسیٰ حضرت مسیح علیہما السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوموں نے کہا افلاس ہے لیکن جب انہیں کثرت اموال ہوئی تو پھر دیکھ لو کیا حال ہوا۔ دنیا کی رغبت جب انسان کو پیدا ہوتی ہے تو پھر عجیب وغریب کرشمے دیکھنے میں آتے ہیں۔ میں نے تو دنیا کا کر دیکھی ہے مگر اس میں مجھے کبھی مزا نہیں آیا۔ ہر قسم کی سواریاں۔ صحبتیں۔ لباس۔ کھانے۔ مکانات اور مخلوقات دیکھی۔ گویا یہ شعر میرے ہی حق میں ہے ؎

من بہر جمعیتے نالاں شدم ٭ جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من ٭ وز درون من نجست اسرار من

مال کی وجہ سے عجیب عجیب واقعات دنیا میں آتے ہیں اور چونکہ قرآن مجید کامیابی اور فتحمندی کے اصول بتا رہا ہے تو قدرتی طور پر کامیابی کیساتھ اموال کی ترقی ہونی ضروری تھی اسلئے اس کے مناسب حال یہ اصل اس سے آگے ترقی کا بتایا والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون ط

میں نے بتایا ہے کہ لوگ لغو سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے اور اس کے بالمقابل حقایق الاشیاء کو ترک کر دیتے تو ہر چیز کو لغو سمجھکر چھوڑ دیتے اور اس کے مفاد سے بے بہرہ رہجاتے ہیں یا در یالغو بیہودہ خیالات سوچتے رہتے یا بیہودہ مجلسوں میں بیٹھے گپیں مارتے رہتے ہیں۔ سب سے بڑا درد مجھے ایک دفعہ ایک عالم کو دیکھ کر ہوا جو ایک جگہ بکواس کر رہا تھا۔ میں نے اس کو کہا کم عقل تو کیا کرتا ہے مجھے نہایت ہی افسوس ہوا جب اس نے کہا الکلب والشب طاردت المغنی۔ میں حیران ہو گیا کہ یہ عربی کہاں سے بنالی۔ ایک بیہودگی سے منع کرنے پر بجائے باز رہنے کے ایک اور لغو حرکت کر دی۔ میں نے کہا کہ تمہارا یہ کلام اس کتے خصی سے بھی بدتر ہوا جاتا ہے۔ غرض لغویات سے بچکر جب انسان ترقی کرتا ہے تو پھر تیسرا امر اسکے مال کے متعلق آتا ہے یہ حالت گویا جسمانی پیدایش میں مضغہ سے ملتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے تصرف کے نیچے آتا ہے

اسلام کے دو ہی عظیم الشان شعبے ہیں اور ایمان کی تکمیل انہیں دو سے ہوتی ہے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علےٰ خلق اللہ۔ پہلے تعظیم لامر اللہ کے متعلق بتلایا ایمان ہو اور اس کے بعد نمازوں میں خشوع ہو اور اس خشوع کے پیدا کرنے کے لئے لغویات سے احتراز ہو۔ اب بتایا کہ شفقت علےٰ خلق اللہ کیلئے زکوٰۃ دو۔ جس بدبخت میں مخلوق پر شفقت نہیں وہ کسی بھی کام کا نہیں۔

**انفاق فی سبیل اللہ کی حقیقت** اور اسکے اسرار قرآن مجید اور احادیث میں اور آثار میں بہت ملتے ہیں۔ ایک موقعہ پر فرمایا ہے انفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔ فرمایا اپنے اموال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو اگر نہیں کرو گے تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دو گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنا انسان کو ہلاکت سے بچاتا ہے مخلوق الٰہی سے احسان کرنیکے نتائج وثمرات کے قصے میں تمہیں کیا سناؤں اور کہاں تک سناؤں ان سے تو ایک کتاب بنتی ہے تاہم میں تمہیں دو گواہیاں سناتا ہوں۔ اور اگر اپنی شہادتیں سناؤں تو کہو گے باتیں بناتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک ایڈیٹر)

رابعہ بصری کے پاس ایک مرتبہ بیس مہمان آگئے۔ ان کے گھر میں اس وقت صرف دو روٹیاں تھیں انہوں نے سوچا کہ ان دو روٹیوں سے ان مہمانوں کو تو کچھ بھی نہ ہوگا بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سودا کر لوں۔ اتنے میں کوئی سایل آیا اور انہوں نے وہ دو روٹیاں اپنے نوکر کی معرفت اس کو دیدیں۔ نوکر حیران ہوا کہ دو ہی تھیں وہ بھی ہاتھ سے دیدیں۔ مگر رابعہ جانتی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے عشر امثالھا کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک خادمہ کھانا لیکر آئی کسی بیوی نے ان کے گھر میں بھیجا تھا۔ رابعہ نے اس خادمہ سے پوچھا کہ کتنی روٹیاں ہیں اس نے کہا ۱۸۔ تب رابعہ نے کہا لے جاؤ یہ میری نہیں ہیں۔ انہیں تو اللہ تعالےٰ پر ایمان تھا۔ کہ دو کی بجائے ۲۰ آنی چاہئیں۔ غرض وہ خادمہ جب لوٹ کر گئی تو اسکی مالکہ نے اسے ڈانٹا کہ تو اتنی دیر کہاں رہی میں نے رابعہ کے گھر کھانا بھیجا تھا۔ اس لونڈی نے وہ قصہ سنایا۔ تو مالکہ نے کہا کہ وہ حصہ تو رابعہ کا نہ تھا۔ پھر وہ بیس روٹیاں لیکر گئی۔ تو رابعہ نے لیں اور ان مہمانوں کو کھلا دیں جس سے وہ سیر ہو گئے۔ بعض جگہ ایک روٹی اتنی بڑی ہوتی ہے کہ ایک آدمی مشکل سے کھا سکتا ہے۔ میری خالہ اتنی بڑی روٹی پکاتی تھیں کہ محلہ میں بانٹ دیتے۔

غرض رابعہ جانتی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا۔ وہ لونڈی اس راز سے آگاہ نہ تھی اللہ تعالےٰ نے اس کو یہ کرشمہ دکھا دیا۔

ایسا ہی ایک شخص کو پھانسی کا حکم ہوا اسے ایک آدمی راستہ میں ملا تو اس نے اس کو دو پیسے کا سوال کر دیا اس نے اس کو دو پیسے دیدیئے۔ سپاہیوں نے بھی تعرض نہ کیا وہ جانتے تھے کہ اب تو اس کو پھانسی کی سزا ہو گئی ہے۔ آگے نان بائی کی دوکان تھی وہاں سے اس نے دو پیسہ کی روٹی خرید لی جب اور آگے گئے تو اس کے کان میں ایک سوالی کی آواز آئی۔

**تیرا دو ہیں جانیں بھلا ہو جیہ کھلا دے؟**

اس نے اس کو دونوں روٹیاں دیدیں۔ ادھر یہ واقعہ پیش آیا کہ جب یہ شخص پھانسی کے مقام پر پہنچا اور اس کے تختہ پر قدم رکھا۔ بادشاہ کو کسی نے کہا کہ اس مقدمہ کی اصلیت تو یہ ہے بادشاہ نے یہ سنکر فوراً سوار بھیجا کہ اس کو پھانسی نہ دی جاوے تحقیقات ہوگی اور اس طرح پر اس صدقہ نے اس کو بچا دیا۔

یہ واقعات ہیں۔ مگر ان کے ماننے کیلئے ایمان کی ضرورت ہے میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ایک ہمارا محسن اور آشنا تھا وہ مارا گیا جس روز وہ مارا گیا۔ اس کے ایک ملازم نے مجھے کہا کہ آج نہیں جانا میں نے انکار کر دیا راستہ میں اسکو دشمن نے مار ڈالا۔ ہمارے ساتھ اسکے بڑے بڑے سلوک تھے۔ اسکے مقدمہ کی تحقیقات ہونے لگی مجھے اس جج سے ملنے کا موقعہ ملا جس نے تحقیقات کی تھی اس نے بتایا کہ اس مقدمہ کی اصلیت ہم نے معلوم کر لی ہے اور کل اتنے آدمیوں کو پھانسی لگ جاویگی میں اسکے پاس سے اٹھا تو ایک غلبہ نیند کا ہوا۔ میں لیٹ گیا تو میں نے دیکھا کہ جنکے متعلق پھانسی کا حکم دیا گیا تھا۔ وہ چارپائی پر بیٹھے ہیں اور کچھ سکھ مجھکو دکھائے گئے جو زمین پر بیٹھے تھے۔ میں نے اسکی تعبیر یہ کی کہ یہ سب چھوٹ جاوینگے اور اس کے قاتل وہ سکھ ہیں جو نظر پڑینگے میں نے اس جج سے جاکر کہا کہ آپ کا فتویٰ جھوٹ ہے اس نے کہا کہ کل ۹ بجے دیکھ لینا۔ میں نے اس کو کہا کہ ہم کو بھی کسی نے بتا دیا ہے۔ اس نے کہا تمہیں خبر نہیں میرے فیصلہ کی اپیل ہی نہیں وہ اب چھوٹ نہیں سکتے۔ میں نے کہا میں نے کہا کہ یہ وہ مجرم نہیں قاتل اور ہیں۔ اور یہ چھوٹ جاوینگے اور رہتے نہیں۔ ان گرفتاروں میں بعض میرے بھی آشنا تھے۔ ٹھیک ۹ بجے جب انکی پھانسی کا مقررہ وقت تھا۔ سیالکوٹ سے تار آگیا کہ اصل مجرم پکڑے گئے ہیں ان کو یہاں بھیجدو۔ مقدمہ یہاں منتقل کر دو۔ میں نے اس جج کو کہا کہ اب تو چھوٹ گئے۔ اس نے کہا کچھ پرواہ نہیں مقدمہ وہاں چلا جاوے میں نے ایسے وجوہات لکھے ہیں کہ یہ بچ سکتے ہی نہیں۔ مگر وہاں تحقیقات پر مقدمہ نئی طرز کا ہو گیا اور وہ رہا ہو گئے۔ تب وہ جج کہنے لگا بڑا اشتہار ہے۔ تب اس نے پوچھا کہ اب کون سزا پائیگا میں نے کہا دو سکھ ہیں۔ ان مجرموں میں ایک سرکاری گواہ وعدہ معافی پر بن گیا۔ وہ بچ گیا اور باقی پھانسی پا گئے۔ اس پر اس جج نے کہا کہ ایک تو بچ گیا میں نے کہا کہ مجھے تو یہ نہیں دکھایا گیا کہ یہ بچے چنانچہ اس نے وہاں سے نکلکر خوشی میں شراب پی۔ اور شراب پی کر ایک لڑکی کو چھیڑا لکے

رشتہ داروں نے ذرہ میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اس قسم کے عجائبات بہت ہوتے ہیں۔ صدقات اور خیرات واقعی انسان کو بہت سے عذابوں سے بچا لیتے ہیں اور یہ انسانی فطرت اور عام اقوام کے طرز عمل میں داخل ہے جو لوگ اپنے اموال میں سے خیرات کا حصہ نہیں نکالتے وہ ہلاکت کیطرف چلے جاتے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید نے کامیابی کا یہ اصل تعلیم کیا کہ مومن کامیاب ہونیوالے مومن اپنے اموال سے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اس لئے مومن کا یہ کام ہونا چاہیئے۔

**اپنی سرگذشت** رابعہ بصری کے قصہ کا میں آپ بھی تجربہ کار ہوں۔ طالبعلمی کے زمانہ میں ایک مرتبہ میں نے نہایت عمدہ صوف لیکر دو صدریاں بنوائیں اور انہیں الگنی پر رکھدیا۔ مگر ایک کسی نے چرالی۔ میں نے اس کے چوری جانے پر خدا کے فضل سے اپنے دل میں کوئی تکلیف محسوس نہ کی۔ بلکہ میں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر بنا دینا چاہتا ہے تب میں نے شرح صدر سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اس صبر کے شکریہ میں دوسری کسی حاجتمند کو دیدی۔ چند روز ہی اس واقعہ پر گذرے تھے کہ شہر کے ایک امیر زادہ کو سوزاک ہوا اور اس نے ایک شخص سے جو میرا بھی آشنا تھا کہا کہ کوئی ایسا شخص لاؤ جو طبیب مشہور نہ ہو۔ اور کوئی ایسی دوا بتا دے جسکو میں خود بنا لوں۔ وہ میرے پاس آیا اور مجھے اس کے پاس لیگیا میں نے سن کر کہا کہ یہ کچھ بھی نہیں صدری ہے۔ میں جب وہاں پہونچا تو وہ اپنے باغ میں بیٹھا تھا۔ میں اسکے پاس کرسی پر جا بیٹھا۔ تو اس نے اپنی حالت کو بیان کر کے کہا کہ ایسا نسخہ تجویز کر دیں جو میں خود ہی بنا لوں۔ میں نے کہا ہاں ہو سکتا ہے جہاں ہم بیٹھے تھے وہاں کیلہ کے درخت تھے۔ میں نے اس کو کہا کہ کیلہ کا پانی دو تولہ لیکر اس میں ایک ماشہ شورہ قلمی ملا کر پی لو۔ اس نے جھٹ اسکی تعمیل کرلی کیونکہ شورہ بھی موجود تھا۔ اپنے ہاتھ سے دوائی بنا کر پی لی۔ میں چلا آیا۔ دوسرے دن پھر میں گیا۔ تو اس نے کہا کہ مجھے تو ایک ہی مرتبہ پینے سے آرام ہو گیا ہے۔ اب حاجت ہی نہیں رہی۔ میں تو جانتا تھا کہ یہ سو محض اللہ تعالیٰ کے فضل نے پیدا کر دیا ہے اور آپ ہی میری توجہ اس علاج کی طرف پھیر دی۔ میں تو پھر چلا آیا مگر اس نے میرے دوست کو بلا کر زربفت۔ کمخواب وغیرہ کے قیمتی لباس اور بہت سے روپے میرے پاس بھیجے۔ جب وہ میرے پاس لایا تو میں نے اسکو کہا کہ یہ وہی صدری ہے۔ وہ حیران تھا کہ صدری کا کیا معاملہ ہے آخر سارا قصہ اسکو بتایا۔

اور اس کو میں نے کہا کہ زربفت وغیرہ تو ہم پہنتے نہیں ہیں کہ بازار میں بیچ لاؤ۔ چنانچہ وہ بہت قیمت پر بیچ لایا۔ اب میرے پاس اتنا روپیہ ہو گیا کہ حج فرض ہو گیا۔ اسلئے میں نے اسکو کہا کہ اب حج کو جاتے ہیں کیونکہ حج فرض ہو گیا ہے۔ غرض اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالے کو کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا ہاں اس میں دنیا کی طمع نہیں چاہیئے۔ بلکہ خالصاً لوجہ اللہ ہو اللہ کی رضا مقصود ہو اور اسکی مخلوق پر شفقت ملحوظ ہو۔ پس تم مظفر و منصور ہونیکے لئے نمازوں میں خشوع پیدا کرو۔ لغویات سے بچو اور پھر اپنے اموال سے زکوٰۃ دو

**چوتھا ذریعہ** اس کے بعد ایک بہت بڑا معاملہ آتا ہے۔ جسکے مقابلہ میں مال کی قربانی کچھ بھی چیز نہیں۔ یہ ایک دوزخ کا نمونہ ہے۔ انسان اس سے خدا کے فضل سے ہی بچتا ہے یہ شہوت ہے۔ میں نے اس دوزخ کو دیکھا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے لئے وہ بہشت ہے۔ اسلئے مظفر و منصور ہونے کے بعد مال سے بھی زیادہ جس قربانی کی ضرورت ہے وہ شہوت کے مقابلہ میں عفت سے کام لینا ہے اور خدا تعالیٰ کی اس کتاب میں اس کو ان لفظوں میں ادا کیگیا ہے والذین ھم لفروجھم حٰفظون۔ یہاں ایک جامع لفظ رکھا ہے۔ جن سوراخوں کے ذریعہ شہوت کی آگ تیز ہوتی اور انسان کو بھڑکاتی ہے ان تمام کی حفاظت ضروری ہے، کبھی یہ کانوں سے آتی ہے۔ کبھی ہاتوں سے اور آنکھوں سے اور بالآخر ان فروج سے اسکی تکمیل ہوتی جو اسکے مظاہر ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ کی مجید کتاب میں فروج کا لفظ بول کر تمام کی حفاظت و نگہداشت کی تعلیم دی۔ پس مومن کو چوتھے مرتبہ پر چاہیئے کہ حفاظت فروج کرے۔ ہاں اپنی بیویوں اور حلال کردہ تمتع اٹھا سکتا ہے۔

جب انسان فروج کی حفاظت کرتا ہے تو اسکے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسکو بڑھاتا ہے۔ اسلئے اس پیدایش کے مقابلہ میں ادھر کہا نکسونا العظام لحماً

میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ انسان اپنی فروج کی حفاظت سے بڑے نفع اٹھاتا ہے۔ میں نے ۳۰-۳۲ برس کی عمر میں شادی کی تھی۔ اور میں ان مشکلات سے واقف تھا اسلئے میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ بچوں کی شادی جلدی کردو۔ میں نے اس منزل کو تیر کر دیکھا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کسقدر مشکل ہے۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچایا۔ میری فطرت میں مطالعہ کتب کا شوق رکھدیا۔ اس شوق کی وجہ سے میرا

کوئی دوست نہیں بن سکتا تھا۔ کیونکہ میں بناتا ہی نہ تھا۔ سمجھتا تھا کہ وقت ضایع ہوگا۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ منزل بڑی سخت ہے۔ اسلئے تم اگر مومن ہو کر مظفر و منصور ہونا چاہتے ہو تو اپنے فروج کی حفاظت کرو اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ بامراد نہیں ہو سکتا۔

**پانچواں و چھٹا گر** اسکے بعد ایک اور مرتبہ ہے وہ اداء امانت کا ہے۔ انسان جب ان مدارج سے گذر جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل اسکے شامل حال ہو جاتے ہیں۔ لوگ امانت کے معنے صرف اموال تک محدود کرتے ہیں مگر مجھے جو اللہ تعالیٰ نے سمجھایا ہے وہ یہی ہے کہ امانت کے معنے میں ماتحت۔ نوکر۔ رعایا۔ میں اسکے یہی معنے کرتا ہوں۔ انسان کو چاہیئے کہ اللہ نے جن وجودوں کا اسے حکومت دی ہے اور جنکو اپنے علم کے نیچے اسکے ماتحت رکھا ہے۔ ان سے پاک سلوک کرے اور ان کے دین و دنیا کی بھلائی اور نفع رسانی میں کوشش کرے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی امانت رکھے۔ تو اس میں خیانت نہ کرے۔ پھر اس کے ساتھ ہی معاہدات کی رعایت بھی ضروری چیز ہے۔ جب کسی قسم کی حکومت انسان کو ملتی ہے تو اسکے ساتھ ہی معاہدات کا باب بھی کھل جاتا ہے۔ اسلئے ان دونوں کو ایک ہی جگہ جمع کر کے فرمایا:۔ والذین ھم لامانٰتھم وعھدھم راعون۔

معاہدات کی رعایت بڑی بات ہے۔ میں تمہارے معاہدات کا ایک ورق پیش کرتا ہوں۔ غور کرو تم کہاں تک اس کی رعایت و حفاظت کرتے ہو۔ ایک تو وہ معاہدہ ہے جو تم میرے ہاتھ پر کرتے ہو۔ پھر تم ہی میں سے وہ بدبخت بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خلیفہ کیا چیز ہے بڑھاپے کی وجہ سے ہوش ماری گئی۔ دیکھو سنو اور یاد رکھو مجھے خدا تعالیٰ نے آپ خلیفہ بنایا ہے اور میں تم میں سے کسی کا بھی خدا کے فضل سے محتاج نہیں اور میں نے اس سے دعا کی ہے کہ مجھے ارذل العمر کے نتائج سے محفوظ رکھے اور اس نے رکھا ہے۔ اپنے کلام کا فہم مجھے عطا فرمایا ہے یہ باتیں خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں وہ میرے لئے ایک غیرت رکھتا ہے اس واسطے

سے خیالات سے توبہ کرلی - اس نے میرے قویٰ کو ہر طرح سلامت اور محفوظ رکھا ہے والحمد للہ علیٰ ذٰلک پھر یہ ایک کاغذ ہے جو میرے ایک دوست نے دیا ہے - اسکی دوکان سے گیارہ سو روپیہ کا قرض لیا - اور وقت پر ادا نہیں ہوا - جسکی وجہ سے دوکان مشکلات میں پھنس گئی - وہ کہتا ہے سفارش کرو لوگ قرضہ ادا کردیں میں تمہیں ایک بات سناتا ہوں لوگ کہتے کہ فلاں شخص نے جنازہ نہیں پڑھا میں نے پوچھا میں نے پڑھا اس نے کیا پڑھا - تو کیا اسکی خبر نہیں - آخر میں نیت خیر کہکر چلے آتے ہیں - احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص مرجاتا تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے کہ اسکے ذمہ قرض تو نہیں اگر کہتے ہے تو کہدیتے تم جانو یا اُو۔ ایک کی بابت کہا کہ اس کے گھر میں مال ہے اور ایک کی نسبت ایک صحابی نے کہا کہ میں اس کے قرضہ کا ذمہ دار ہوں - تو آپ نے فرمایا میں تجھ سے لونگا - اور پھر جب صفیں درست ہوئیں تب پھر آپ نے مکرر اس صحابی کو کہا کہ تم سے لونگا - جب اس نے دوبارہ اقرار کیا - تو جنازہ پڑھا -

میری اپنی یہ حالت ہے کہ تم میں سے ایک میرا دوست ہے وہ مجھے علیحدہ ملا اور اس نے مجھے دس روپیہ نذر کئے میں نے کہا بہت روپیہ مل گئے ہیں تو کہا کہ آپ کی دعا سے کیا پرواہ ہے، اس پر میں نے اس کو کہا کہ تم نے فلاں شخص کے پانچسو روپیہ دینے ہیں تم ہمارے دوست ہو مرید ہو - اس پانچسو میں سے یہ دس دیدو سیلنے والا بھی یہاں ہی تھا - وہ میرے پاس سے اٹھکر اس کے پاس گیا اور کہا کہ دونوں سو ابھی لے لو - وہ لیکر دوڑتا ہوا میرے پاس آیا کہ مولوی صاحب تم نے اس کو کہا ہے غرض میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اس غریب مہاجر سے لیتے ہو تو دیتے کیوں نہیں اسکو ادا کردو وہ کہتا ہے میں نے کوٹ خریدے تھے فروخت کیلئے انکی بھی سفارش کردو - میں سفارش کرتا ہوں کہ خرید لو -

**الغرض امانات اور معاہدات کی رعایت کرو - اس** سے تمہارے اندر ایک اور کمال پیدا ہوگا - جیسے نطفہ ترقی کرکے ایک نہائی نقطہ پر پہنچتا ہے پیدائش جسمانی کے مراتب ستہ گذارنے کے بعد انسانیت کی روح اسکے اندر آتی ہے اسی طرح روحانی تکوین کے ان چھ مدارج کو طے کرکے بھی انسان کامل بنتا ہے اور اسکے مقابل میں ثم انشانا ہُ خلقاً آخر کو رکھا ہے -

پھر روحانی کمال کا مرتبہ وہی نماز ہے جس سے شروع کیا تھا اور اب بھی پر ختم کرکے کہا والذین ھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون جیسے بچہ پیٹ ہی میں بہت گذر کر نکلتا ہے اسی طرح بدرتم اگلے جہان تک جانے میں اپنی عمر نماز ہی میں گذار دو - اور پانچوقت کی نماز سنوار کر پڑھو -

یہ فروع ہیں جو میں ایمان پر مترتب سمجھتا ہوں - ان میں سے بعض انسان کے قوی اور جسم پر موثر ہیں بعض اسکے اموال پر - اسکے ساتھ ہی میں تمہیں کہتا ہوں - کہ بدظنیاں چھوڑ دو بدظنی بہت بری بلا ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ان بعض الظن اثم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاک والظن ان الظن اکذب الحدیث بدظنی کرنیوالا جھوٹا ہوتا ہے - اور یہ جو کہا کہ جھوٹی جھوٹی باتوں کو پھیلایا نہ کرو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے -

امن یا خوف کی کوئی بات تم پھیلانے کے مجاز نہیں بلکہ اسے اپنے امیر اور سرگروہ کے پاس پہنچا دو - وہ جو مناسب سمجھیگا کریگا - دیکھو جس شخص نے اظہار الحق کے دو نمبر نکالے اور جنہوں نے کھلی چٹھی انصار اللہ کے نام شایع کی اور جنہوں نے خلافت کے متعلق مباحثہ کیا انکا کوئی حق نہ تھا - اس کھلی چٹھی نے تو میرے دل کو کھولدیا ایسا ہی ایک شخص نے ایک چھپا ہوا کارڈ میرے پاس بھیجا اور پوچھا کہ اشاعت کی اجازت دیتے ہو - میں نے کہا کمبخت تو نے قرآن کے خلاف کیا - چھاپ کر بھیجتے ہو اور پھر اشاعت کی اجازت مانگتے ہو اس قسم کے لوگ قرآن کے خلاف کرتے ہیں اور وہ قوم میں جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک نقطہ پر جمع کیا تھا تفرقہ ڈلوانا چاہتے ہیں - ان سے بچو - پھر کسی نے کہا گھوڑی سے گرے ہیں یہ گھوڑی خلافت کی گھوڑی ہے - استقامت میں فرق آگیا - ایسے شریر جھوٹے ہیں خدا نے مجھے اسکا جواب سمجھا دیا ہے وہ لمبا جواب ہے - میں تمہیں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے بچتے رہو اور بدظنیاں چھوڑ دو - آخر میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو مومن ان صفات کو اختیار کرتے ہیں وہ کامیاب اور بامراد ہو جاوینگے -

اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون ٥

اب میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہوں اور تم میں سے جو رخصت ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں - اور دعا سے پیشتر شیخ رحیم بخش نومسلم کی کتاب آیات بینات کی خریداری کیلئے سفارش کی اور آخر میں لمبی دعا کی جزاہ اللہ احسن الجزا ؁

## حضرت خلیفۃ المسیح کی ارشاد کی قدر کرنیوالو!

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانحعمری پنجابی نظم میں حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ارشاد و پسندیدگی سے خاکسار نے لکھی اور چھپوائی ہے حضرت خلیفہ اول نے اس کتاب کی اشاعت کیلئے تحریک فرمائی اور حضرت خلیفہ ثانی رضہ نے ۱۹۱۶ء کے سالانہ جلسہ پر اس کتاب کی خریداری کی تحریک کی اگر ان احمدیان قوم کی سفارش نہ بھی ہوتی تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور محب اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیتے لیکن خود حضرت خلیفہ اول اور ثانی نے بھی سفارش فرمائی ہے تو احمدی قوم کے ہر فرد کا فرض ہے

## سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات امرتسر ڈویژن کی توجہ طلب

محکمہ ڈاک خانہ ملک کیلئے ایک بینظیر نعمت ہے اور جس قدر آرام دہ اور قابل اطمینان انتظام اس محکمہ کا ہے ابھی تک کسی دوسرے محکمہ کو یہ عزت نصیب نہیں ہوئی - پنجاب کے محکمہ ڈاک میں امرتسر ڈویژن اپنی بہت سی خصوصیتوں کے لحاظ سے مشہور ہے - اس ڈویژن کا سوپرنٹنڈنٹ ہمیشہ ایسا آدمی منتخب کرنے کی کوشش کی ہے جو اپنے تجربہ اور قابلیت کے لحاظ سے ممتاز ہو - ہمارے مکرم دوست خلیفہ فضل حسین صاحب پرسنل اسسٹنٹ پی - ایم - جی نے سب سے اول جس قابلیت اور جرأت سے اس ڈویژن کا انتظام کیا وہ اس ڈویژن کی تاریخ میں یادگار رہیگا - ان کے بعد جسقدر سپرنٹنڈنٹ آتے رہے انہوں نے اپنے فرض کو پورے طور پر ادا کیا - اور الحکم کے معروضات کو انہوں نے ہمیشہ عزت کی نظر سے دیکھا - اور ایڈیٹر الحکم نے بھی ہمیشہ کوشش کی کہ مناسب موقعہ پر مشورہ سے مدد دے - یہانتک کہ گذشتہ ۱۹۰۹ء میں جب امرتسر میں چٹھی رسانوں کا سٹرائک ہوا تو ایڈیٹر الحکم نے امرتسر ہوکر اس سٹرائک کو تڑوا دینے میں لیڈنگ پارٹ لیا جسکا ذمہ وار افسروں نے شکریہ سے اعتراف کیا -

غرض امرتسر ڈویژن کے حالات سے میں سالہا سال سے ذاتی تجربہ اور علم رکھتا ہوں - اس وقت امرتسر ڈویژن کا سپرنٹنڈنٹ وہ شخص ہے جسکا خاندان پنجاب کے محکمہ ڈاکخانہ کی روح رواں سمجھا گیا ہے - جسکی گھٹی اور فطرت میں انتظامی قابلیت ہے میری مراد اس سے رائے بہادر دولت رام آنجہانی کے فرزند ارجمند بابو کندن لال صاحب سے ہے - رائے بہادر لالہ دولت رام صاحب کا نام محکمہ ڈاکخانہ میں سنہری حرفوں سے لکھا رہیگا اور پنجاب و ہندہی نہیں اس سے باہر انگلستان تک انکی قابلیت مسلم تھی یہاں تک کہ شاہی دربار سے پہلے ان کو ریٹائر ہونے کی بھی اجازت نہ دی گئی - پس بابو کندن لال اسی واجب الاحترام باپ کے سپوت ہیں اور ان کے عہد میں کسی انتظامی نقص کا رہجانا حیرت انگیز امر ہے - اور اسی لئے میں انہیں قادیان کے ڈاکخانہ کی بعض ضروریات کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کرتا ہوں اس یقین کے ساتھ کہ بار دیگر مجھے انہیں متوجہ نہیں کرنا پڑیگا - اور انکی مستعدی اور ہمت و توجہ پر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس شکایت کو جلد تر رفع کر دینگے - خلیفہ فضل حسین صاحب قبلہ کے عہد سپرنٹنڈنٹی میں قادیان کی ضروریات کی اہمیت نے ڈاکخانہ میں بہت سی اصلاحیں کرائیں - انہیں کے زمانہ میں ڈاک کی آمد و رفت بذریعہ

ہے کہ وہ کم از کم ایک جلد خرید لیں - قیمت میں بھی رعایت کیگئی ہے ۸ کی بجائے ۴ فی جلد پتہ ذیل سے ملیگی محصولڈاک علاوہ ہوگا (منشی جھنڈے خان مدرس احمدی) بیبے ہالی ضلع گورداسپور

گئی ہوئی - اور پھر ایک ڈلوری کے بجائے دو ڈلوریاں ہو گئیں۔ جس سے قادیان اور بٹالہ برابر ہو گئے۔ مگر کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ بدقسمتی سے ڈاک بجائے دو مرتبہ کے ایک مرتبہ رہ گئی حالانکہ قادیان کے کام میں کثرت ہو گئی - پہلے صرف دو اخبار تھے اور وہ بھی ہفتہ وار اب ہفتہ وار اخباروں کی تعداد میں ہی اضافہ نہیں ہؤا - بلکہ ایک ہفتہ میں تین بار شایع ہوتا ہے - اور صرف ایک ڈلوری کی وجہ سے ہم اس اخبار کو اس قدر مفید اور ضروری بنانے سے قاصر ہیں - جو اصل مقصد ہے - ایک مدرسہ کی بجائے تین مدرسے ہو گئے ہیں - دو مطبعوں کی بجائے چار پریس ہیں اور ایک اخبار اور مطبع اور جاری ہونے والا ہے - ماہواری رسالوں میں بھی اضافہ ہو گیا ہے یہ حالات اس قسم کے ہیں کہ کوئی وجہ نہیں کہ ڈاک دو مرتبہ نہ ہو - ہاں مجھے سپرنٹنڈنٹ صاحب کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا ہے کہ یہاں کے سٹاف کے اخلاق اور ہردلعزیزی کا ہمیں اعتراف ہے اور پبلک سید عبد الغنی سب پوسٹماسٹر اور اس کے ماتحت عملہ متعلقہ سے خوش اور مطمئن ہے مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہاں ایک کلرک کا کام نہیں ایک اور کلرک کی فی الواقعہ ضرورت ہے - اسلئے جہاں ڈاک دو مرتبہ آنی اور جانی چاہیئے وہاں عملہ میں ایک کلرک کا اضافہ بہرحال لازمی ہے - ان باتوں کے علاوہ یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ ڈاک کی آمد کا وقت ٹھیک نہیں - قادیان میں پہلی ڈلوری ۹ بجے ہونی چاہیئے جو اس وقت بعض اوقات ۱۱ بجے ہوتی ہے اسی طرح یہاں تار کی جو ضرورت ہے وہ ظاہر ہے اور جبکہ کمی آمد کی پورا کر دینے کی گارنٹی کی جاتی ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ابتک اس پر کوئی توجہ نہ ہو؟ -

بہرحال یہ امور ہیں جو ہمارے ڈویژن کے دقیقہ رس سپرنٹنڈنٹ ناظم کی توجہ چاہتے ہیں - الحکم کا ایڈیٹر انہیں ذکر کرنا نہیں لاتا اگر لالہ کندن لال صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈویژن امرتسر کے نہ ہوتے اور خلیفہ نفضل حسین جو صوبہ کے جنرل پوسٹماسٹر کے پرنسل اسسٹنٹ ہیں ذاتی طور پر یہاں کے حالات سے واقف نہ ہوتے لالہ کندن لال کی انتظامی قابلیت اگر قادیان کی شکایات کو رفع نہیں کر سکتی - تو وہ ساری دنیا کے ڈاکخانوں کا بہترین انتظام کرنے والے ہوں ہمارے لئے کوئی خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں مایوس نہیں مجھے جس امر نے جرأت دلائی ہے کہ ان واقعات کو پیش کروں - وہ ان کی توجہ کرنے والی طبیعت ہے آخر میں میں اپنے دیرینہ کرمفرما خلیفہ نفضل حسین صاحب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ قادیان میں جن ضرورتوں کو آج سے دس سال پیشتر محسوس کرتے تھے - کیوں اسقدر ترقی کی … میں انہیں انکا احساس نہیں ہو سکتا : تاہم ان تک جو بات پہنچ سکتی ہے وہ لالہ کندن لال صاحب ہی کی وساطت اور ذریعہ سے چاہتی ہے اسلئے میں ایکبار اور انکی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اپنی گرامی توجہ ان ضروریات کے رفع کرنے کیطرف مبذول کرینگے - اور ڈاک کے دو مرتبہ آنے جانے اضافہ عملہ اور تبدیلی وقت ڈاک کے متعلق فوری نوٹس لیکر قادیان کی پبلک کو شکر گذاری کا موقعہ دینگے بلکہ اپنی انتظامی قابلیت کو اور بھی چار چاند لگا دینگے

## کچھ راز و نیاز کی باتیں!

### (ایک غور طلب مطالعہ)

حضرت دستور ملسنے الحکم کے کالموں میں کچھ نوٹ تبصرہ اور تنقید کے رنگ میں بھیجے ہیں جو ہمارے دوستوں کو غور سے اور منکرین خلافت کو ٹھنڈے دل سے پڑھنے چاہئیں حضرت دستور کے ارشاد کی تعمیل میں انہیں خواجہ صاحب کی خودکشی والے مضمون کی جگہ دینے پر مجبور ہوں خودکشی کا اگلا نمبر انشاء اللہ نہایت دلچسپ ہوگا (ایڈیٹر)

اللھم انا نجعلك فی نحورھم ونعوذبك من شرورھم د۔

**کیا نعوذ باللہ صحابہ کرام جبار تھے؟** خواجہ صاحب تصدیق کا نیا سبق ولایت سے پڑھ کر آئے ہیں - اپنے اپنا پیٹنٹ لکچر کہنے نہرش میں دیا ارشاد ہوتا ہے (دیکھو پیغام) کہ توحید مساوات سکھاتی ہے افمن یمشی مکبا علےٰ وجھہ اھدیٰ امن یمشی سویا علےٰ صراط مستقیم د چاہو تو آزاد انسان رہو اور چاہو تو کسی کی بیعت کر کے جبار بنو اور انسان سیدھا پیدا کیا گیا ہے یمشی سویا کا مصداق اور جبار بنا مکبا علےٰ وجہہ ؟ خوب اگرچہ خواجہ صاحب کے ذہن میں اپنے چند محسن ہیں مگر اس حملہ کی زد صحابہ کرام پر جا پڑی - انہوں نے رسول صلعم کی بیعت کی اگر کہو کہ وہ تو نبی اور مامور تھے تو اگرچہ یہاں یہ تخصیص نہیں مگر تاہم ابوبکر و عمر تو مامور نہ تھے انکی بیعت بھی صحابہ نے کی اچھا وہ تو دور کا قصہ ہے خود خواجہ صاحب اور ان کے شرکا نے ایک غیر مامور (جسے باصطلاح خواجہ حکیم صاحب مرحوم کہا جاتا ہے) کی بیعت کی اور لطف یہ ہے ایکبار نہیں دو بار نہیں بلکہ تین بار - اب پھر مزید دیدی لہجہ میں یہ آیت افمن یمشی مکبا علےٰ وجھہ اھدیٰ الآیہ اور ہم سنتے ہیں۔

**وسیع القلب کون ہے؟** مساوات کے متوالے دست تنگی کی ڈینگیں بھی مار رہے ہیں مگر افسوس ہے یہ کہ خود الکا عمل اسکے خلاف ہے بات کو مختصر کرنیکے لئے میں صاف صاف بلا کسی تمہید کے کہتا ہوں تبادلہ (جو ایک ادنیٰ سی ہمعصرانہ رعایت پر مبنی ہے) کس کس نے بند کیا؟ الحق جو پہلے کہتا تھا یا کہتے تھے (اگر اسمیں تثنیہ کا صیغہ ہوتا تو میں یہی استعمال کرتا) کہ بھائیو تنگدلی چھوڑو بھائی بھائی بنو - مگر عملی زندگی کا یہ حال ہے کہ پیغام نے الحکم سے الحق سے تشحیذ الاذہان سے ریویو آف ریلیجنز سے تبادلہ بند کر دیا ہے ان دونوں جانوروں کا نام معلوم ہے جنپر شیر یا باز جب حملہ کرتا ہے تو وہ آنکھیں بند کر لیتے ہیں - کہیں ہم خنوعم ہو گئے اور نہیں سمجھتے کہ حملہ کرنیوالا تو دیکھ رہا ہے پس تبادلہ بند کرنیسے سوائے تنگدلی اور بخل کے اظہار کے اور کیا حاصل ہے - پھر ایک اور سوال ہے کہ اتفاق و اتحاد کا خواہاں کون ہے اور کس کا مقابلہ محض اللہ کیلئے ہے اور کون دین کیلئے غیرت سے حضرت علی و معاویہ میں جنگ تھی کسی غیر مسلم نے باہر سے حملہ کرنا چاہا - تو امیر معاویہ نے کہا - علی مرتضیٰ کی ماتحتی میں جرنیل بنکر جو لڑے گا وہ سب سے پہلا شخص میں ہوں - تازہ مثال لیجئے آئرلینڈ والے ہوم رول کیلئے لڑنے مرنے کو تیار تھے جرمنی سے جنگ چھڑی سب ایسے ایک ہو گئے کہ گویا کوئی رنجش ہی نہ تھی - مگر ذرا پیغام (جسے پیغام صلح لکھتے مجھے شرم آتی ہے) (کیونکہ میل احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نہیں رہتا) کو دیکھئے کہ عصر جدید حضرت اقدس کی پیشگوئی درباره زلزلہ پر حملہ کرتا ہے اور پیغام کا باغیرت اور ہمیشہ سرفروشانہ بیعت کرنیکا مدعی ایڈیٹر اسے نہایت عزت سے اپنے کالموں میں لیتا ہے برخلاف اسکے الفضل ہے - خواجہ صاحب کے حج پر اعتراض ہوتا ہے تو سب سے اول الفضل لمبا چوڑا مضمون شایع کرکے الزامات کی تردید کرتا ہے - پھر مولوی اہلحدیث امرتسر (یادش بخیر) پیغام کے ایک پشاوری نامہ نگار کی تحریر کی بنا پر حرام علےٰ قریۃ اھلکناھا کے معنوں کو غلط ٹھہراتا ہے - اور اسکا مفصل جواب الفضل شایع کرتا ہے - پھر اور سنو ! زلزلہ کے ایک نوٹ پر جو پیغام نے لکھا ایک آریہ اخبار ہنسی اڑاتا ہے اور کہتا ہے مرزائی دنیا کی تباہی پر خوش ہوتے ہیں پھر بھی الفضل ہی اسکا جواب دیتا ہے - پھر ایم - اے سعید انصاری کیا مرزائی اشاعت اسلام کر سکتے ہیں کے نام سے ایک مکروہ ٹریکٹ خواجہ صاحب کے کام کو حقیر اور اسے بے حقیقت بنانے کے لئے شایع کرتا ہے - اسکا جواب بھی الفضل ہی دیتا ہے - اگر اسے خواجہ یا حامیان پیغام سے ذاتی پرخاش ہوتی تو وہ کبھی ایسا نہ کرتا یہ ناقابل تردید واقعات ہیں اور صحیح ہیں کیا پیغام کوئی ایسی نظیر پیش کر سکتا ہے کہ اس نے اندرونی اختلاف سے چشم پوشی کرنے سلسلہ احمدیہ اور اس کے افراد کے لئے یہ غیرت دکھائی ہو - ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین - مولوی محمد علی صاحب رئیس المنکرین